بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

ڈاکٹر اشتیاق احمد ظلی

مغرب کی سیاسی بالادستی کے نتیجہ میں مسلمانان عالم جن گوناگوں مسائل سے دوچار ہوئے ان میں سب سے اہم اور خطرناک مغرب کی فکری یلغار تھی جس کی تیزی و تندی کے سامنے کتنوں ہی کے قدم اکھڑ گئے۔ عسکری اور سیاسی محاذ پر شکست نے ایک عام اضمحلال اور مایوسی کی فضا پیدا کر دی اور پوری ملت کو ایک بڑی پیچیدہ نفسیاتی کیفیت سے دوچار کر دیا۔ اہلِ مغرب نے تاریخ اسلام کے اس کمزور لمحے کا بھرپور فائدہ اٹھانا چاہا اور اس کے لیے انھوں نے ایک ہمہ گیر منصوبہ تیار کیا۔ اس باب میں دانشوروں کو حکمرانوں کا مکمل تعاون حاصل تھا۔ مسلمانوں کی نظریاتی اور فکری بنیادوں پر حملہ اور ان میں شگاف ڈالنے کے امکانات اہلِ مغرب کے لیے بہت خوش آئند تھے۔ اس سے ایک طرف اسلام کے تئیں عیسائیت کے پرانے جذبۂ عناد کی تسکین کا سامان فراہم ہو رہا تھا جس کی جڑیں عیسائی نفسیات میں بہت گہری تھیں، تو دوسری طرف اس کی کامیابی کی صورت میں ملت اسلامیہ پر ان کی سیاسی اور عسکری گرفت اور مضبوط ہوتی نظر آ رہی تھی۔ ظاہر ہے جو قوم اپنی بنیادی قدروں اور اعتقادات و نظریات کے بارے میں شک و شبہ کا شکار ہو جائے اور ان پر اس کا یقین کمزور پڑ جائے تو اس کی عزت نفس اور خود اعتمادی جاتی رہتی ہے اور خود اس کا ملی تشخص خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

اس فکری یلغار کا خمیر اسلام کے خلاف نفرت و عداوت اور جذبۂ انتقام سے تیار کیا گیا تھا اور اس کے پرچم بردار مغرب کے وہ دانشور تھے جنھیں عرف عام میں مستشرقین کے نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ ان دانشوروں نے علم و تحقیق کی خوبصورت اصطلاحوں کی آڑ میں دجل و فریب کا بازار گرم کر دیا اور اسلام کے خلاف صدیوں کی عداوت اور تلخی کو تحقیق و تنقید کے حسین عنوان سے دنیا کے سامنے اس طرح پیش کیا کہ اس فریب نظر پر حقیقت کا دھوکہ جانے کتنوں نے کھایا۔

مستشرقین کا ہدف یوں تو اسلام اور اس کے جملہ مظاہر تھے لیکن ان کی 'عنایات' کا خاص مرکز قرآن مجید تھا۔ وہ یہ بات اچھی طرح سمجھتے تھے کہ اگر کسی طرح مسلمانوں کا رشتہ اس منبع رشد و ہدایت

سے کمزور پڑ جائے اور اس کے سلسلہ میں ان کے ذہن و دماغ میں شکوک وشبہات پیدا ہو جائیں تو پھر ان کے مقصد کے حصول کی راہ میں کوئی دشواری نہیں رہ جائے گی۔ چنانچہ انھوں نے اپنی بہترین صلاحیتوں کو اس محاذ پر لگادیا اور نسلاً بعد نسلٍ جس لگن، جوش اور جذبہ سے کتاب اللہ پر ہر ممکن جہت سے حملہ کیا اس کی مثال علمی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ علمی وسائنسی طرز فکر وطریق تحقیق کے ترکش کا ہر تیر قرآن مجید سے مسلمانوں کے تعلق اور اس پر ان کے ایمان کو کمزور کرنے پر صرف کر دیا گیا گرچہ ان کی کوششیں بارآور ثابت نہ ہو سکیں۔

یہ گھناونی سازش سامراجیت کے بطن سے پیدا ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ہی اس کا طلسم بھی ٹوٹ گیا۔ حالات کی تبدیلی کے ساتھ نقطۂ نظر میں بھی تبدیلی آئی اور کم از کم کچھ لوگوں نے اس ڈگر سے ہٹ کر سوچنا اور لکھنا شروع کیا۔ وقت کے گذرنے کے ساتھ بہت کچھ اس فریب کا پردہ خود بھی چاک ہو گیا۔ لیکن یہ سمجھنا صحیح نہ ہوگا کہ یہ طرز فکر اپنی موت مرچکا ہے۔ یہ کمزور تو ضرور ہو گیا ہے لیکن اب بھی زندہ ہے اور اس کی ریشہ دوانیاں جاری ہیں بہت سے ایسے مسائل ہنوز توجہ کے طالب ہیں جو اسی طرز فکر کی پیداوار ہیں۔ یہ وسیع لٹریچر بدستور اسلام، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے سلسلہ میں بے شمار غلط فہمیاں اور گمراہیاں پھیلاتا رہتا ہے۔ جدید تعلیم یافتہ لوگوں میں ایسے لوگ ابھی خاصی تعداد میں موجود ہیں جن کے نزدیک ہر وہ بات ساقط الاعتبار ہے جس کی سند مغربی دانشوری نہ پیش کر سکے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ان مسائل کا علمی اور تحقیقی سطح پر مقابلہ کیا جائے اور اسی انداز اور معیار پر ان کا جواب دیا جائے۔ نیز جہاں کہیں کوئی مثبت نقطہ نظر ملے اس کا فراخدلی سے اعتراف بھی کیا جائے۔ اس سلسلہ میں بہت کچھ کیا بھی جا چکا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ کوششیں زیادہ تر غیر منتظم اور غیر مربوط رہی ہیں اور غالباً اسی وجہ سے وہ زیادہ موثر نہیں ہو سکی ہیں۔

اس وقت ایک بڑی ضرورت یہ بھی ہے کہ ہمارے معاشرہ کے وہ اہلِ علم جو براہِ راست مستشرقین کی تحقیقات تک دسترس نہیں رکھتے ان کو ان مسائل سے روشناس کرایا جائے۔ اسی مقصد کے پیش نظر ہماری کوشش ہوگی کہ قرآن مجید کے حوالے سے مستشرقین کی 'تحقیقات' کا جائزہ لیا جائے اور ششماہی علوم القرآن کے ذریعہ قارئین کو ان سے متعارف کرایا جائے۔

امید ہے کہ اس موضوع پر تحقیقی کام کرنے والے حضرات وقت کی اس اہم ضرورت کی طرف توجہ فرمائیں گے۔